اخبار احمدیہ

لاہور ۱۹ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۵ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت بخار کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

جلد | ۲۰ ماہ نبوت ۱۳۲۶ ہش | ۶ محرم الحرام ۱۳۶۷ ھ | ۲۰ نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۵۶

صوبجاتی مسلم لیگ کے عہدداروں میں تبدیلی

پچھلے چند دنوں سے یہ شور سنا جا رہا تھا۔ کہ ایک طرف صوبجاتی مسلم لیگ کے اندر اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ تو دوسری طرف صوبائی وزارت کے اندر بھی اختلافات پیدا ہو رہے ہیں مختلف لوگوں نے ان اختلافات کو مختلف نگاہوں سے دیکھا ہوگا۔ ایک غیر جانبدار اخبار ان اختلافات کو جس نگاہ سے دیکھتا ہے وہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم اس بارہ میں اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے نزدیک وزارت کے اختلافات اور صوبائی مسلم لیگ کے اختلافات کی جڑ ایک ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ پاکستان کے حصول کے بعد ایک نئی تبدیلی کی محتاج ہے۔ پاکستان کا خیال ایسے وقت میں پیدا ہوا۔ جبکہ مسلمان یہ محسوس کر چکے تھے۔ کہ ان کی قومی زندگی خطرہ میں ہے۔ گویا پاکستان کا خیال ایک منفی خیال تھا مثبت خیال نہیں تھا۔ پاکستان کے خیال کی بنیاد اس امر پر نہیں تھی۔ کہ ہم نے یہ یہ کام کرنے ہیں۔ جو ہندوؤں کے ساتھ ملکر ہم نہیں کر سکتے۔ بلکہ پاکستان کے خیال کی بنیاد اس بات پر تھی کہ مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان خواہ وہ کسی شعبۂ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں ترقی اور پھیلاؤ کے ذرائع ہندوؤں کے ساتھ مل کر رہتے ہوئے میسر نہیں آ سکتے تھے۔ یہ سوال کہ مسلمانوں کی ترقی کس رنگ میں ہو سکتی ہے۔ کیا کیا تدابیر اختیار کرنے سے مسلمانوں کے مختلف گروہ اور مختلف علاقے عزت اور آرام اور سکون حاصل کر سکتے ہیں نہ پیدا ہوا۔ نہ اس سوال پر غور کرنے کا موقعہ تھا۔ جیسے ڈاکو رات کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ تو شہر کے لوگ اس وقت یہ نہیں سوچنے بیٹھتے۔ کہ یہ کس گھر کو لوٹیں گے۔ اگر شہر کے لوگ مقابلہ کا فیصلہ کرتے ہیں تو غریب اور امیر سارے مقابلہ میں لگ جاتے ہیں۔ غریب یہ نہیں سوچا کرتے کہ ہمارے پاس تو کچھ ہے نہیں ہمیں لوٹنا انہوں نے کیا ہے اور اگر شہر کے لوگ بھاگنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ تو امیر یہ نہیں سوچتا۔ کہ میں اپنے مال کو خالی چھوڑے جا رہا ہوں۔ اور غریب یہ نہیں سوچتا کہ میرے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں۔ ڈاکوؤں نے مجھے چھیڑنا ہی کیوں ہے۔ یہی حال پچھلے تین چار سال میں مسلمانوں کا رہا ہے۔ انہیں یہ نظر آ گیا کہ ہماری زندگی خطرہ میں ہے۔ یہ نظریہ ایک قسم کا فطری نظریہ تھا اور فطری نظریے دلیلوں کے ماتحت نہیں ہوتے۔ ماں اپنے بچہ کی آنکھوں کی طرف مذاق سے تیزی سے انگلی کرتی ہے۔ تو بچہ یکدم سر پیچھے کرتا ہے۔ اور آنکھیں بھینچ لیتا ہے۔ ماں اپنے بچہ کی آنکھ نکالنا نہیں چاہتی۔ مگر انسان کے اندر یہ طبعی جذبہ ہے۔ کہ جب کوئی ایسی صورت پیدا ہو۔ جس کے نتیجہ میں نقصان کا احتمال ہو۔ تو بغیر اس بات کے سوچنے کے کہ واقعہ میں نقصان ہوگا یا نہیں انسان کا جسم اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اگر فعل مذاق میں کیا گیا ہو۔ تو اس احتیاط سے حرج کوئی نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ فعل نقصان پہنچانے کے لئے کیا گیا ہو۔ تو اس پیش بندی سے خطرہ سے حفاظت ہو جاتی ہے۔ اسی قسم کا ایک طبعی جذبہ تھا۔ جو مسلمانوں کے اندر پیدا ہوا۔ اور ان میں سے بیشتر حصہ پاکستان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا۔ اب جبکہ پاکستان مل گیا ہے۔ ملک کا ایک حصہ تو یہ کہتا ہے کہ لو جی جو چیز ملنی تھی وہ مل گئی۔ اور یہ نہیں سوچتا کہ منفی نظریہ گری ہوئی قوموں کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھا کرتا۔ گری ہوئی قوموں کی ترقی کے لئے مثبت نظریوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ ایک امیر کے لئے یہ منفی نظریہ کافی ہے کہ اس کی دولت میں زوال نہ پیدا ہو۔ ایک غریب کے لئے اس منفی نظریہ کے معنے ہی کوئی نہیں کہ اس کی دولت میں زوال نہ پیدا ہو۔ اس کے لئے یہی نظریہ کارآمد ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کسطرح اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے گزارہ کے لئے آمد پیدا کرے۔

پس پاکستان کے مسلمان جو تنزل کی منزلوں کو طے کر رہے ہیں۔ ان کے لئے اب اس نظریہ کے کوئی بھی معنے نہیں۔ کہ وہ ہندو کے ضرر سے بچ گئے ہیں۔ وہ تو ایسی تدابیر کے محتاج ہیں جن سے وہ اپنی گرتی ہوئی حالت کو سنبھال لیں اور سنبھلی ہوئی حالت کو ترقی کیطرف لے جائیں۔ پاکستان اپنی ذات میں اس نظریہ میں مدد تو ضرور ہو سکتا ہے۔ مگر وہ اس نظریہ کا قائمقام نہیں ہو سکتا۔

ان حالات میں طبعی طور پر بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ ہمیں اپنے لئے ایک پروگرام مقرر کرنا چاہیئے مسلم لیگ کے لیڈر جو اب گورنمنٹ پر قابض ہو چکے تھے انہیں ایسی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ کہ وہ اپنے عام محکمانہ کاموں کیطرف بھی پوری توجہ نہیں دے سکتے تھے ان کو یہ موقعہ میسر ہی کب آ سکتا تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کے لئے کسی آئندہ پروگرام پر غور کریں۔ اور اسے قوم کے سامنے پیش کریں۔ اس وجہ سے وہ لوگ جو جلد سے جلد کسی پروگرام کے بنانے کے حق میں تھے بیتاب ہو رہے تھے۔ اور اپنی خواہشات کو پورا ہوتے نہ دیکھ کر بغاوت کی روح ان میں پیدا ہو رہی تھی۔ مسلم لیگ حکومت پارٹی کو آج سے کہیں پہلے اس طبعی تقاضے کا احساس ہونا چاہیئے تھا۔ اور آج سے کہیں پہلے انہیں مسلم لیگی عہدوں کو چھوڑ دینا چاہیئے تھا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے دبے ہوئے جذبات ابھرنے لگے۔ اور ابھرے ہوئے جذبات مجالس میں اور اخبارات کے صفحات پر پھیلنے لگے۔ یہی نظریہ وزارت کے اندر بھی اختلافات پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ وزارت کے بھی دو حصے تھے۔ ایک حصہ تو وہ تھا جو یہ سمجھ رہا تھا۔ کہ مسلمان آزاد ہو گئے ہیں۔ اب آہستہ آہستہ تجربہ کے بعد وہ خود ایک ایسا پروگرام مقرر کر لیں گے جو ان کی ترقی کا موجب ہوگا۔ دوسرا حصہ ایسا تھا جو ایک پروگرام پہلے سے طے کر کے لایا تھا وہ مصر تھا کہ اس کے پروگرام کو حکومت اپنا لے اور وہ دوسرے وزراء کے اس نظریہ سے متفق نہیں تھا۔ کہ موجودہ شورش کے بعد ملک آرام اور اطمینان سے اپنے لئے کوئی پروگرام تجویز کرلے گا۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں نظریے بے نقص نہیں تھے اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ بیشتر اس کے کہ ملک

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں طبع کرا کر نمبر ۸ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کی۔

ضروری اعلان

تعلیم الاسلام کالج میں اپنے لڑکے بھجوائیں

تمام احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ موجودہ شورش سے اس طرح نہ گھبرائیں کہ لڑکے تعلیم سے محروم ہوجائیں۔ چاہیئے کہ سب جو تعلیم دلانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اپنے بچوں کو ایف۔ اے اور بی۔ اے میں داخل کرائیں۔ اور چاہیئے کہ ہر احمدی تعلیم الاسلام کالج میں اپنے لڑکے کو داخل کروائے۔ اور اس بارہ میں لڑکے کی مخالفت کی پروا نہ کرے۔ تاکہ دینیات کی تعلیم ساتھ کے ساتھ ملتی جائے۔

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

"الفضل" میں تازہ بتازہ خبروں کا انتظام

احباب یہ معلوم کر کے خوش ہونگے۔ کہ روزنامہ الفضل میں روزانہ تازہ خبروں کی اشاعت کے لئے سروس حاصل کرلی گئی ہے۔ اور کل سے انشاء اللہ "الفضل" اپ ٹو ڈیٹ خبروں کے ساتھ آپ کے سامنے آئیگا۔ اور اس طرح آپ کو خبروں کے لئے کسی اور اخبار کی ضرورت نہ رہے گی۔ منیجر

پورے طور پر ایک نظریہ کی چھان بین کرے اور اس کے حسن و قبح سے واقف ہوجائے۔ اور اسے اختیار کرنے یا رد کرنے کا فیصلہ کرے اسے قبول کرلینا ذہنی اور مادی طور پر سخت مضر ہوتا ہے۔ اگر وہ نظریہ بُرا ہے۔ تو مادی طور پر ملک کو نقصان پہونچ جائے گا۔ اور کسی ایک شخص کو خواہ وہ کتنا بھی بڑا ہو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ملک کی غفلت میں اس پر ایک ایسا قانون ٹھونس دے۔ جس قانون کو ابھی ملک اچھی طرح سمجھ نہیں سکا۔ اور ذہنی طور پر اس لئے کہ اگر وہ قانون اچھا بھی ہے تب بھی ملک پر ایک ایسا قانون ٹھونسنا جس کو ملک نے خود سوچ سمجھ کر اپنے لئے پسند نہیں کیا۔ ملک کے افراد کے اندر غلامانہ ذہنیت پیدا کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہی ضروری نہیں ہوتا۔ کہ ہم اچھا کام کریں۔ ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ کہ ہم اس کام کو سوچ سمجھ کر اختیار کریں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی خوبی یہ بیان فرماتا ہے۔ کہ قل ھذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ تو کفار سے کہدے کہ میرے اور تمہارے درمیان یہی فرق نہیں۔ کہ میں سچ پر ہوں اور تم غلطی پر ہو۔ بلکہ میرے اور تمہارے درمیان یہ بھی فرق ہے۔ کہ تم جس چیز کو سچ قرار دے کر اس کی تائید کر رہے ہو۔ تم نے اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے اور خود سوچ سمجھ کر اسے اختیار نہیں کیا۔ لیکن میں نے اور میرے ساتھیوں نے جن عقیدوں اور جن طریقہ ہائے عمل کو اختیار کیا ہے سوچ اور سمجھ کر اور سارے پہلوؤں کا جائزہ لے کر اور ہر رنگ میں انہیں مفید پا کر اختیار کیا ہے۔ یہی وہ اسلامی اصول ہے جس پر چلکر مسلمان ہمیشہ ذہنی غلامی سے آزاد رہ سکتا ہے (ہمارا) یہی فرض نہیں کہ ہم قوم کو ایک ایسے رستہ پر چلائیں جو ٹھیک ہو۔ بلکہ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم قوم کو ایسی تربیت دیں۔ کہ وہ خود سوچنے اور سمجھنے کی اہل ہوجائے۔ اور پھر ہر نئے مسئلہ کو ایسے رنگ میں اس کے سامنے پیش کریں۔ کہ وہ عمدگی اور خوبی کے ساتھ اس پر غور کر کے ایک نتیجہ پر پہونچے۔ اور جب وہ ہمارے خیالات سے متفق ہوجائے۔ تو ہم اس خیال کو جاری کر دیں۔ یہی وہ اسلامی جمہوریت ہے۔ جو دنیا کی دوسری جمہوریتوں سے مختلف ہے۔ لیکن یہی وہ جمہوریت ہے۔ جو ساری جمہوریتوں کے عیوب سے پاک ہے۔ اچھی سے اچھی چیز کو غفلت یا گھبراہٹ کے موقعہ پر قوم پر ٹھونس دینا اور یہ خیال کرنا کہ ہم قوم کی خیر خواہی کر رہے ہیں کسی صورت میں بھی قوم کے لئے مفید نہیں ہوسکتا

اگر بعض صورتوں میں قوم کو مادی فائدہ پہنچے گا تو اس کی ذہنیت پست ہوجائے گی۔ اور وہی اچھی غذا اس کے لئے زہر بن جائے گی۔ اور وہ خود سوچنے کی عادت سے محروم رہ جائے گی ایک تندرست ہٹے کٹے انسان کے مونہہ میں لقمہ دینا کسی قدر بد تہذیبی کا فعل سمجھا جاتا ہے۔ لقمہ بھی وہی ہوتا ہے۔ دانت بھی وہی ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے ہاتھ سے جو شاید بعض حالات میں اپنے ہاتھ سے بھی زیادہ صاف ہو وہ لقمہ کھانا ایک تندرست و توانا آدمی کے لئے کتنا گھناؤنا معلوم ہوتا ہے۔ چاول کا دانہ مکھی سے زیادہ معدہ میں گڑبڑ پیدا کر دیتا ہے دوسری طرف وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان سے سب مقصد حاصل ہو گئے۔ اب ہمیں فوری طور پر کسی نئے پروگرام کے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بھی غلطی کرتے ہیں۔ اگر بڑی اور اصولی باتوں کے لئے ہمیں نہ صرف خود سوچنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ قوم کو خود سوچنے کا موقعہ دینے کی ضرورت ہے۔ بلکہ اہم مسائل کے متعلق ملک سے رائے عامہ لینے کی ضرورت ہے۔ تو بعض باتیں ایسی بھی تو ہیں۔ جن کو ملک سوچ چکا ہے۔ اور جو دیر سے زیر بحث چلی آتی رہی ہیں۔ کیوں نہ ان کے متعلق فوری طور پر کوئی تدابیر اختیار کی جائیں۔ مثلاً یہی لے لو کہ گو پاکستان ایک جمہوری اصول پر قائم شدہ حکومت ہے۔ لیکن بہرحال وہ مسلمانوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ تو کیوں نہ فوری طور پر ان امور کے متعلق کوئی قانون جاری کر دیا جائے۔ جن میں کوئی دو رائیں ہو ہی نہیں سکتیں مثلاً کیوں نہ فوری طور پر یہ قانون پاس کر دیا جائے۔ کہ ورثہ کے متعلق اسلامی قانون مسلمانوں میں جاری ہو۔ اسی طرح طلاق اور خلع کے متعلق اسلامی قانون جاری ہو۔ اسی طرح شراب کا پینا یا بیچنا مسلمان کے لئے منع ہو۔ یہ قانون بہرحال مسلمان کے لئے ہوتے۔ اس پر ہندو یا عیسائی کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ ایک ہندو کو اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ کہ ایک مسلمان شراب نہیں پیتا یا اپنی جائداد کا حصہ اپنی بیٹی کو کیوں دیتا ہے۔ یا ایک مرد کو طلاق کا اور عورت کو خلع کا خاص شرائط کے ماتحت حق حاصل ہے۔ اسی طرح یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں تھا۔ کہ ملک کے آزاد ہوتے ہی ملک میں اسلحہ کو قیود سے آزاد کیا جاتا۔ لائسنس کے بغیر تو کسی مہذب ملک میں بھی اسلحہ کی اجازت نہیں۔ لیکن ان مہذب ممالک میں لائسنسوں پر ایسی قیود نہیں لگائی گئیں جیسی کہ اس ملک میں۔ حکومت کو فوراً ہی لائسنس پر سے قیود ہٹانی چاہیئے تھیں۔ اور اس قسم کا قانون پاس کرنا چاہیئے تھا۔ کہ

سوائے بدمعاشوں اور فسادیوں کے ہر شریف شہری ہتھیار رکھ سکے۔ اور اسے ہتھیار چلانا آتا ہو۔ اسی طرح سالہاسال سے کانگرس بھی اور مسلم لیگ بھی اس بات پر لڑتی چلی آئی تھی کہ جلسہ اور تقریر اور تحریر کی عام آزادی ملنی چاہیئے۔ اس بات کے متعلق بھی کسی نئے غور کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ تو ایک انسانی حق ہے۔ جس کا مطالبہ دنیا کی ہر قوم کرتی چلی آئی ہے۔ حکومت کو چاہیئے تھا۔ کہ فوراً ان امور کے متعلق احکام نافذ کر دیتی۔ اور ملک کے اندر یہ احساس پیدا کر دیتی کہ اب وہ آزاد ہیں۔ پہلے کی طرح غلام نہیں ہیں۔ اسی طرح ایگزیکٹو اور جوڈیشل کو جدا کرنے کا مسئلہ ہے۔ سالہاسال سے اس پر بحثیں ہوتی چلی آئی ہیں۔ کانگرس نے بھی اس کی تائید کی ہے مسلم لیگ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق بھی یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ایگزیکٹو کا محکمہ الگ ہونا چاہیئے۔ اور قضا کا محکمہ الگ ہونا چاہیئے۔ جب تک ان دونوں محکموں کو آزاد نہ کیا جائے۔ افراد میں آزادی کی روح پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ ہر شخص کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ قضا کے ذریعہ سے اپنا حق لے سکتا ہے۔ اور ہر افسر کو محسوس ہونا

چاہیئے۔ کہ اگر وہ کسی کا حق مارے گا۔ تو اسے اس کی جوابدہی بھی کرنی پڑے گی۔ ان امور اور ایسے ہی کئی امور کے متعلق حکومت فوری کارروائی کرسکتی تھی۔ لیکن ہوا یہ کہ وہی پرانے قانون اور وہی پرانے طریق باقی رہے۔ اور ابھی تک ملک کے باشندوں نے پوری طرح یہ بھی محسوس نہیں کیا۔ کہ ان کا ملک آزاد ہوچکا ہے۔ پس ہمارے نزدیک دونوں فریق کی غلطی تھی۔ اس نقص کی اصلاح کا یہ بھی ایک طریقہ تھا کہ مسلم لیگ کے عہدے ایسے لوگوں کو دیئے جاتے۔ جو وزارت کے ممبر نہ ہوتے۔ ۱۶ تاریخ کو یہ نیک قدم اٹھایا گیا ہے۔ ہمیں اس سے تعلق نہیں کہ کون صدر ہوا ہے کون نہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ملک کے فائدہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ملک کی سیاسی انجمن پر ملک کے وزراء قابض نہ ہوں۔ لیکن جس طرح یہ ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ملک کی آئین ساز مجلس ملک کی وزارت اور اس کے افسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرے۔ ان تین آزاد یا نیم آزاد اداروں کے باہمی تعاونوں سے ہی ملک کی حالت درست ہوا کرتی ہے۔

سیاسی انجمن کو حکومت کے افسروں کے اثر سے آزاد ہونا چاہیئے۔ مجلس آئین ساز کو سیاسی ... کے حکم سے آزاد ہونا چاہیئے۔ اور حکومت اور حکام کو سیاسی انجمن کی دخل اندازی سے آزاد ہونا چاہیئے۔ بے شک اگر سیاسی انجمن یہ سمجھتی ہے۔ کہ مجلس آئین ساز اس کی پالیسی کو ٹھیک طرح نہیں چلائے گی۔ تو آئندہ انتخاب کے موقع پر وہ اس کے ممبروں کی جگہ دوسرے ممبر کھڑے کر دے۔ آئین ساز اسمبلی کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ کہ اگر وہ سمجھتی ہے کہ وزراء اس کی مرضی کے مطابق کام نہیں کر رہے۔ تو وہ ان کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس کر دے۔ اگر حکام صحیح طور پر کام نہ کر رہے ہوں۔ تو پلیٹ فارم پر ... ان کے خلاف آواز اٹھائی جا سکتی ہے۔ لیکن خفیہ دباؤ یا مستقل طور پر ان کے کام میں دخل اندازی کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا کیا جائے گا۔ تو نظام کی کل بالکل ڈھیلی پڑ جائے گی۔ اور دنیا کا بہترین قانون بھی پاکستان کو مضبوط نہ بنا سکے گا۔)

اطلاع برائے طلباء جامعۃ احمدیہ و مدرسہ احمدیہ

طلباء کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ فوراً مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں اپنی اپنی جماعتوں میں حاضر ہو جائیں۔ وگرنہ عدم تعمیل کی صورت میں ان کی امداد جاری نہیں رکھی جائیگی۔ اور واقفین زندگی سے اس بارہ میں باز پرس بھی کی جائیگی۔ لہٰذا آپ فوری طور پر مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ میں حاضر ہو کر اپنی تعلیم جاری رکھیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید جسونت بلڈنگ جودھامل روڈ لاہور)

اطلاع

تعلیم الاسلام کالج کے ممبران سٹاف اور دفتر کے تمام کارکنان جو اس وقت تک اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوئے۔ جس قدر جلد ہو سکے۔ حاضر ہو جاویں۔ نیز اپنے موجودہ پتہ سے اطلاع دیں۔ ورنہ ۳۰ نومبر ۱۹۵۱ء کے بعد انہیں ملازمت سے برخاست سمجھا جائے گا۔

(پرنسپل)

بقیہ: اردو کو ملک کی تعلیمی بلکہ سرکاری زبان بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ ہم انگریزی کو بالکل ترک کر دیں۔ اس وقت دنیا کے متمدن ممالک کے ساتھ تعلقات کا انگریزی زبان ایک نہایت ضروری ذریعہ ہے۔ جس کو چھوڑ دینا کسی طرح مناسب نہیں۔ اس لئے پاکستان کے تعلیمی نصاب میں انگریزی کو بھی جائز حصہ حاصل ہونا چاہیئے۔

اسلامی قانون اور غیر مسلم اقلیتیں!!

پنجاب مسلم لیگ کونسل میں یہ قرارداد بھی پاس کی گئی ہے کہ پاکستان میں اسلامی شریعت کا نفاذ کرنا چاہیئے اس ضمن میں اس حقیقت کو نظر انداز نہ کیا جائے کہ غیر مسلموں نے بوجہ ناواقفیت اسلامی قانون یا مذہبی قانون کے خلاف اکثر اظہار رائے کیا ہے۔ ان کے خیال میں اگر پاکستان میں اسلامی شریعت جاری کی گئی تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ غیر مسلموں کے لئے کوئی سامان ترقی اپنی تہذیب اپنے مذہب اور دوسرے کاروبار کے لئے نہیں رہے گا۔ اور یہ غیر مسلموں پر سختی ہو گی اور ان کے لئے ایسی حکومت کے زیر سایہ جس میں اسلامی قانون رائج ہو زندگی دوبھر ہو جائے گی۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے یہ محض ایک غلط فہمی ہے۔ جو اسلامی قانون کو صحیح طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے غیر مسلموں کے دماغ میں پیدا ہو گئی ہے یا پیدا کی گئی ہوئی ہے۔ کچھ تو خود لکھے پڑھے غیر مسلموں نے اسلامی قانون کے متعلق دیدہ دانستہ یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً عیسائی پادریوں نے یورپ میں اسلام کو اس طرح پیش کیا کہ گویا اس میں کوئی خوبی ہے ہی نہیں۔ بلکہ یہ مذہب صرف وحشیوں میں پنپ سکتا ہے مہذب اقوام کے لئے اس میں کوئی پیغام نہیں ان عیسائیوں کی تقلید میں ہندوستان میں پنڈت دیانند اور اس کے پیروؤں نے ہندوؤں میں اس غلط فہمی کو پھیلانے میں بڑا حصہ لیا

غیر مسلموں میں اس خیال کو دو وجوہات سے پھلنے پھولنے کا موقعہ ملا۔ ایک تو یہ ہے کہ مسلمان دنیا کے اکثر ممالک میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے یہ ایک درد تھی۔ کہ جس ملک میں بھی مسلمانوں کا اقتدار قائم ہوا۔ وہاں اکثر لوگ اپنے پرانے مذہب کو چھوڑ کر اسلام اختیار کرتے رہے۔ لیکن ان میں سے جو لوگ اپنے قدیم مذہب کے لئے تعصب رکھتے تھے۔ انہوں نے بجائے اس کے کہ اسلام کی داخلی خوبیوں پر قبول اسلام کو محمول کرتے اس کو محض مسلمانوں کے دنیوی اقتدار پر محمول کیا اور یہ غلط خیال دل میں جما لیا۔ کہ ان کے بھائی بندوں نے محض جبر کے سامنے اپنے ہتھیار ڈالے ہیں۔ مذہب کے علاوہ اس تعصب کی بنا حب الوطنی کے غلط جذبات کی بھی مرہون منت ہے۔ چنانچہ آپ غور سے پنڈت دیانند کی تحریریں پڑھیں ... تو آپ پر واضح ہو جائے گا۔ کہ آپ ... کے لئے نہیں جتنے آریہ ورت کیلئے بیقرار تھے اور آریہ تحریک مذہبی نہیں بلکہ وطنی اور قومی تحریک ہے

مذہب کو محض ملکی اور قومی مقاصد کا ذریعہ سمجھ کر اچھالا گیا ہے اور اسلام اور عیسائیت کے خلاف نفرت مذہبی نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ سیاسی نقطۂ نظر سے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے سیاسی تعصب نے جو دیدہ و دانستہ غیر مسلموں میں ان کے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں نے پھیلایا ان کو اسلامی قانون کے صحیح تصور کے ادراک سے محروم کر دیا ہے۔

دوسری بات جو اس تعصب کو غیر مسلموں کے دلوں میں پختہ کرنے اور تقویت دینے میں بڑی حد تک ممد و معاون ثابت ہو خود مسلمانوں کا عمل ہے۔ جوں جوں اسلام نو قوموں میں پھیلتا گیا توں توں اسلام کی ہیئت کذائی ہر قوم کی ذہنیت کے مطابق بدلتی چلی گئی مختلف قوموں نے اسلام کی چند ظاہری خوبیوں سے متاثر ہو کر اس کو قبول تو کر لیا۔ مگر اس کے مقتضیات کی کنہ پر حاوی نہ ہو سکیں اور اس کے مرکزی اصولوں کو جذب نہ کر سکیں۔ بلکہ الٹا اسلام کے چہرے پر اپنی قدیم رسم و رواج اور معتقدات کے پردے چڑھا دیے اور اسلامی شریعت میں ایسی باتیں اپنی طرف سے داخل کر لیں جن کو اسلام سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اسلام کی حقیقت ان لوگوں پر واضح نہیں ہو سکتی تھی۔ جن تک اسلام ایسی قوموں کے ذریعہ پہنچا جنہوں نے اسلامی شریعت کے آفتاب کو اپنے پرانے خیالات کے بادلوں سے ڈھانپ دیا تھا۔

غیر مسلموں میں اسلامی شریعت کے متعلق غلط فہمی پھیلنے کی یہ دو سطحی وجوہات ہیں اور ان کے دلوں میں اسلامی شریعت کے خلاف نفرت کی گرہ ایسی مضبوط پڑ گئی ہے کہ وہ اس کے نام سے بھی چڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس بدظنی کو دور کرنے کے لئے اول تو خود مسلمانوں کو اپنے اعمال کے ذریعہ اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت کی طرف کما حقہ توجہ مبذول کریں۔

غیر مسلموں میں سادہ اور آسان طریقوں سے اسلامی شریعت کے موٹے موٹے اصولوں کو پھیلانے کے لئے ایک شعبہ نشر و اشاعت کا قائم کیا جائے جس کی غرض فرض اتنی ہو کہ جو تعصب کا جن غیر مسلموں کے دلوں میں اسلامی شریعت کیخلاف بیٹھا ہوا ہے۔ اسکو نکالا جائے۔ لیکن یہ کام اس وقت تک کامیابی سے نہیں ہو سکتا جبتک ہم خود اسلامی شریعت کا عملاً صحیح نمونہ بنکر نہ دکھائیں ہر نیک اور ... بات کا اثر الفاظ سے کہیں زیادہ اعمال کے دیکھنے سے ہوتا ہے محض اسلام کی خوبیوں کے متعلق لن ترانیاں کوئی مفید اثر پیدا نہیں کر سکتیں۔

اس لئے ضروری ہے۔ کہ جو لوگ پاکستان میں اسلامی شریعت رائج کرنے کے مشتاق ہیں۔ ان کو چاہیئے اپنے آپ کا جائزہ لینا چاہیئے۔ اور اپنے اخلاق کو اس معیار تک بلند کرنا چاہیئے۔ جہاں پہنچکر بغیر الفاظ کے دوسروں کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اگر اس طرح غیر مسلموں کو اسلام سے متاثر کرنے میں ہم کامیاب ہو جائیں۔ تو اسلامی شریعت کی سادگی خود بخود ان کے دلوں کو کھینچ لیگی۔ کیونکہ ان پر واضح ہو جائے گا۔ کہ اقلیتوں کے متعلق اسلامی شریعت میں اتنی رواداری سے کام لیا گیا ہے۔ کہ دنیا کی ... شریعت اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی

پاکستان اور تعلیمی زبان کا سوال

معاصر "نوائے وقت" نے ... کا نفرنس کے زیر عنوان ایک ... ادارتی نوٹ سپرد قلم کیا ہے۔ جس میں موقر ایڈیٹر نے پاکستان کی تعلیمی زبان اردو کو قرار دینے کی تجویز پیش کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ

"اردو اس وقت مسلمانان ہند کے کلچرل اتحاد کا ذریعہ ہے۔ اگر ہم اسے اپنی اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ نہیں بناتے تو اس کے یہ معنی ہوں گے۔ کہ ہم انگریزی کو اپنے کلچرل اتحاد کا وسیلہ بنانا چاہتے ہیں۔ جو ناممکن العمل ہے"

معاصر مذکور کا یہ مطالبہ بلاشبہ نہایت جائز اور دور اندیشی تدبر پر مبنی ہے۔ اور ہم اس کی پر زور تائید کرتے ہیں۔ در اصل اردو کو ہندوستان اور پاکستان دونوں کی مشترکہ تعلیمی زبان ہونا چاہیئے تھا۔ تا کہ دونوں ڈومینینز میں رشتہ اتحاد قائم رکھا جا سکتا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ہندوستان کی بعض کانگرسی صوبائی حکومتوں نے ہندی کو اپنے لئے ... کیا ہے جس سے یقیناً یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ کانگرسی لیڈر مشترکہ قومیت کا محض ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں۔ عمل ان کا اس کے بالکل خلاف ہے۔ اگر پاکستان اردو کو جو دراصل ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان ہے اور اسلامی اور ہندی تہذیب و تمدن کی واحد آئینہ دار ہے۔ اپنی تعلیمی زبان قرار دے لے۔ تو یقیناً یہ دونوں ڈومینینز کے باہمی اتحاد و تعاون کے قیام کے لئے ایک مستحسن اقدام ہو گا۔

ساتھ ہی ہم ایک اور بات کی طرف بھی توجہ دلانا یہاں مناسب خیال کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ پاکستان کو اسلامی ممالک کی مختلف زبانوں خاص کر عربی فارسی اور ترکی کی طرف پہلے سے بہت زیادہ توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ انڈونیشیا کی مشترکہ زبان اور چینی زبان کی تعلیم کا بھی انتظام کرنا چاہیئے۔ تا کہ ایشیا کی تمام مسلمان اقوام سے ثقافتی راہ و رسم قائم کرنے میں آسانی ہو۔ اور اردو کی ذخیرہ میں اضافہ بھی ہو سکے۔ کیونکہ اردو کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک یہ بھی نمایاں خوبی ہے۔ کہ اس میں ہر زبان کا لفظ آسانی سے کھپ سکتا ہے۔ بقیہ

قاضی محمد نذیر صاحب واقف زندگی سپیشل تحریک جدید جہاں بھی ہوں فوراً دفتر وکیل المال تحریک جدید ... میں حاضر ہو جائیں۔ وکیل المال تحریک جدید

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی مجلس علم و عرفان

نماز کی حرکات رکوع سجود اور قیام وغیرہ مختلف حکمتوں پر مبنی ہیں

(مرتبہ خورشید احمد)

لاہور ۱۸ ماہ نبوت۔ آج بعد نماز مغرب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مجلس احباب میں تشریف فرما ہو کر حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔ حضور کے ارشادات کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

نماز کی مختلف حرکات کی حکمتیں

حضور نے نماز کی مختلف حرکات مثلاً قیام۔ رکوع اور سجود وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے یہ حرکات یونہی مقرر نہیں فرما دیں۔ بلکہ ان میں بہت سی حکمتیں مدنظر رکھی گئی ہیں۔ اور اکثر حرکات کے ساتھ تو ایسے کلمات بھی مقرر فرما دیئے ہیں۔ جو ان حکمتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

اس سلسلے میں حضور نے فرمایا۔ میرے ساتھ اللہ تعالےٰ کا یہ سلوک رہا ہے۔ کہ بسا اوقات نماز پڑھتے وقت قرآن مجید یا احادیث کے مختلف مقامات کی تفسیر ایسے طور پر قلب پر نازل ہو جاتی ہے۔ جس سے ان میں بیان کردہ سارا مضمون منکشف ہو جاتا ہے۔ آج بھی جب میں نماز پڑھاتے ہوئے سجدے کی حالت میں تھا۔ تو یکدم یہ بات میرے دل میں ڈالی گئی۔ کہ نماز کی مختلف حرکات میں پڑھنے والی عبارتوں میں ان حرکات کی حکمتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس وقت میں تین حرکات یعنی سجدہ۔ رکوع اور قیام میں پڑھنے والے کلمات کے متعلق بتاتا ہوں کہ کس طرح ان کے ذریعہ ان حرکات کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

رکوع۔ قیام اور سجود کی حالتیں

سجدے کی حالت میں انسان نیچے گرا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے جتنا قد اسے دیا ہے۔ اسے وہ ایک گٹھڑی کی طرح سمیٹ لیتا ہے۔ اور سوائے گھٹنے سے لیکر کمر کے جوڑ تک کے حصے کے باقی سارا حصہ ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے۔ گویا وہ انتہائی انکسار اور تذلل کی حالت اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن باوجود ایسی حالت اختیار کرنے کے انسان اس وقت کہہ یہ رہا ہوتا ہے۔ کہ سبحان ربی الاعلیٰ۔ یعنی میں اس خدا کی تسبیح کرتا ہوں جو سب سے بلند ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آخر اس کلمہ کا اس حالت انکسار کے ساتھ جوڑ کیا ہے؟

اللہ تعالےٰ نے مجھ پر یہ انکشاف فرمایا ہے۔ کہ انسان پر ترقی اور تنزل فراخی اور تنگی کی جو حالتیں آتی رہتی ہیں۔ ان کے متعلق اس میں توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ دیکھنا ان حالتوں سے متاثر ہو کر کہیں اللہ تعالےٰ کے متعلق بدظنی میں مبتلا نہ ہو جانا۔ بسا اوقات انسان پر ایسی حالت آجاتی ہے جبکہ اسکی ساری قوتیں باطل ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور وہ سجدے کی طرح بالکل گری ہوئی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں بعض دفعہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اگر میرا بھی کوئی ہوتا۔ تو وہ مجھے ضرور سہارا دیتا۔ گویا وہ خیال کرتا ہے۔ کہ خدا نے ہی میری یہ حالت کی ہے۔ اور شاید اب اس میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ اس حالت کو بدل سکے۔ اسی وسوسے کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے سجدہ میں گرے ہونے کی حالت میں سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کا حکم دیا ہے۔ گویا بندے کو سمجھایا ہے۔ کہ دیکھو اگر تم کسی وقت گر جاؤ۔ تو اسے خدا کی طرف منسوب نہ کرنا بلکہ اپنی کسی غلطی اور کمزوری کا نتیجہ خیال کرنا اور خدا تعالےٰ کے متعلق یہ بدظنی نہ کرنا کہ وہ اس حالت سے تمہیں اٹھا نہیں سکتا۔ وہ تو بہر حال اپنی قدرت اور طاقت کے لحاظ سے سب سے بلند ہے۔ وہ ہمیشہ گرے ہوئے لوگوں کو اٹھانے پر آمادہ رہتا ہے نہ کہ گرانے پر ہاں بندہ اگر گر جاتا ہے۔ تو یہ اس کے کسی اپنے فعل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر سجدے کی حالت دائمی نہیں ہوتی۔ بلکہ سجدے سے اٹھنے کے بعد نماز ختم ہوتی ہے اس میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ کہ مومن پر جو ابتلا آتے ہیں۔ وہ عارضی ہوتے ہیں۔ دائمی نہیں ہوتے۔ اور اگر مومن انہیں صحیح رنگ میں برداشت کرے۔ تو وہ جلد ہی دور ہو جاتے ہیں۔

دوسری حالت نماز میں رکوع کی ہوتی ہے۔ اس میں انسان پورے طور پر گرتا تو نہیں۔ لیکن اس میں ایک کجی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کی بلندی میں ایک ٹیڑھا پن آجاتا ہے۔ انسانی زندگی میں بھی بعض اوقات ایسی حالت آتی ہے جبکہ وہ گرتا تو نہیں لیکن اسکی عظمت میں کچھ فرق آجاتا ہے۔ اس حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھنے کا حکم دیا۔ یعنی جب انسان کو کوئی ایسا دھکا لگے۔ جس سے اسکی عظمت میں کچھ فرق آجائے۔ تو اس صورت میں بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ نعوذ باللہ خدا نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ یا یہ کہ شاید خدا تعالےٰ نے اس پر بلاوجہ یہ حالت وارد کی ہے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ میری ہی کسی غلطی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ سبحان ربی العظیم میرا خدا تو بڑی عظمت والا ہے۔ وہ سوائے اس کے کہ خود میری طرف سے کوئی وجہ پیدا کی جائے۔ کبھی ایسی حالت وارد نہیں کیا کرتا۔

تیسری حالت قیام کی ہوتی ہے۔ قیام کی حالت پوری طاقت اور قوت پر دلالت کرتی ہے۔ ہاتھ باندھنا بھی بڑائی کے اظہار کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ قیام میں اللہ تعالےٰ نے الحمد للہ رب العالمین کہنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جب انسان کو پوری طاقت اور شوکت حاصل ہو۔ تو اس حالت میں بھی اسے اپنے خدا کی عظمت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ اور اسے اپنی اس بڑائی اور ترقی کو کبھی اپنی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ خدا کی طرف ہی منسوب کرنا چاہیئے۔ اور یہی کہنا چاہیئے کہ الحمد للہ سب تعریفیں اور خوبیاں میرے خدا میں ہی ہیں۔ اسی نے مجھے یہ ترقی اور طاقت دی ہے۔

ایمان کا اصل مقام

فرمایا۔ ایمان کا اصل مقام یہی ہوتا ہے۔ کہ تمام کمزوریوں اور عیوب کو اپنی طرف اور تمام خوبیوں کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جائے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق آتا ہے۔ کہ انہوں نے کہا واذا مرضت فھو یشفین (الشعراء) یعنی بیمار تو میں اپنی کسی غلطی کی وجہ سے خود ہوتا ہوں۔ لیکن شفا اللہ تعالےٰ دیتا ہے۔ کیونکہ تمام خوبیاں اور تمام نعمتیں اسی کی دین ہیں۔ اسی مضمون کو غالب نے اس شعر میں ادا کیا ہے۔ کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یعنی ہماری زندگی اور ہماری طاقتیں خدا ہی کی دی ہوئی ہیں۔ اس لئے اگر ان میں کوئی خوبی نظر آتی ہے۔ تو وہ بھی خدا کی طرف ہی منسوب ہوتی ہے نہ کہ بندے کی طرف۔ اور سچی بات یہی ہے۔ کہ انسان خواہ کتنی بھی قربانی کرے۔ کتنی بھی محنت کرے۔ چونکہ قربانی کرنے اور محنت کرنے کی طاقت خدا نے ہی دی ہے۔ اس لئے اس کے جتنے بھی اچھے نتائج نکلیں گے۔ انہیں خدا کی ہی طرف منسوب کیا جانا چاہیئے۔ انسان کے سارے کے سارے کمالات میں درحقیقت اس کا اپنا بہت ہی کم حصہ ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص ذہین ہے۔ تو یہ ذہن اس نے خود پیدا نہیں کیا تھا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی ہی دین تھی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص طاقتور ہے۔ تو یہ طاقت بھی خدا تعالےٰ نے ہی اسے دی تھی۔ غرض تمام کمالات خدا تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں خدا تعالےٰ کی طرف ہی منسوب کرنا چاہیئے۔ میرا اپنا تو یہ ایمان ہے۔ کہ تمام کاموں میں سے جو ... انسان اپنی طرف منسوب کر سکتا ہے۔ وہ صرف ... ارادہ کا ہے۔ جو انسان کے اختیار میں ہے۔ اور اسی کی بنا پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثواب اور انعام ملتا ہے۔ ورنہ عمل سب کے سب خدا ہی کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔

اس جگہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ صرف اچھے کاموں کو ہی خدا کی طرف کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔ برے کاموں کو بھی اسی کی طرف کیوں منسوب نہیں کیا جاتا۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ برے کام نتیجہ ہوتے ہیں خدا کی دی ہوئی قوتوں کے غلط استعمال کا اور خدا تعالےٰ کی دی ہوئی ہدایات کی خلاف ورزی کا۔ خدا نے ہمیں جو طاقتیں دی ہیں۔ ان کے متعلق اس نے ہدایت بھی دے رکھی ہے۔ کہ ان کو کس طرح استعمال کرنا چاہیئے۔ اس کا حکم ہے کہ محنت کرو۔ حلال کی کمائی کھاؤ وغیرہ وغیرہ۔ اب جو شخص ان ہدایات کی خلاف ورزی کرے گا۔ لازمی بات ہے کہ اس کے اس فعل کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ بندے کی طرف ہی منسوب کیا جائے گا۔

مومن اور غیر مومن کی نیکی میں فرق

اسی سلسلے میں حضور نے مومن اور غیر مومن کی نیکی میں فرق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ مومن اور غیر مومن کی نیکی میں فرق ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ مومن جو نیکی کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی اطاعت میں کرتا ہے۔ اس لئے اس کی نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ لیکن غیر مومن اگر کوئی نیکی کرتا ہے۔ تو یہ وہ اپنی فطرت کی آواز اور اپنی خواہش کی بنا پر کرتا ہے۔ اس لئے اسے اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔ مومن کی نیکی احتساباً ہوتی ہے۔ وہ اپنے خدا کی خاطر نیکی کرتا ہے۔ وہ یہ سمجھ کر نیکی کرتا ہے۔ کہ میرے خدا نے اس کا حکم دیا ہے۔ لیکن غیر مومن خدا تعالیٰ کا حکم سمجھ کر نیکی نہیں کرتا۔ بلکہ محض اپنی خواہش کی بنا پر ایسا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مومن کی نیکی کا تو اجر اور ثواب ملتا ہے۔ لیکن غیر مومن کی نیکی کا کوئی ثواب نہیں ہوتا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلبا فوری توجہ کریں

چنیوٹ میں خرچ نسبتاً کم ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چنیوٹ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے پڑھائی شروع ہو چکی ہوئی ہے۔ ابھی ابھی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں خرچ بھی لاہور کی نسبت بہت کم ہے۔ آٹا فی الحال راشن کے طور پر مفت مل رہا ہے۔ اور امید ہے کئی ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ سبزیاں۔ دودھ۔ دہی اور گھی بھی بہت سستی قیمت پر مل رہے ہیں۔ ایسے حالات میں وہ طلباء جو خرچ کی تنگی کی وجہ سے وہاں جانے سے ہچکچا رہے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ فوراً بغیر اپنی پڑھائی کا حرج کئے وہاں پہنچ جائیں۔

(نائب ناظر تعلیم و تربیت)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر الفضل کو مخاطب کریں۔ (ایڈیٹر)

کیا حکومت مشرقی پنجاب گرفتار شدہ مسلمانوں کو ڈیفنس کی سہولتیں دینے کیلئے تیار ہے؟

پولیٹیکل کمیٹی میں سر ظفر اللہ کی تقریر۔ بیرونی ممالک سے ہندوستان کے تعلقات۔ تقسیم فلسطین کی نئی سکیم

"اس ظلم کی مثال دنیا کے پردے پر نہ ملیگی؟"

(شیخ صادق حسن کا تار پنڈت نہرو کے نام)

لاہور ۱۸ر نومبر۔ مشرقی پنجاب کی اسمبلی کے لیگی رکن شیخ صادق حسن صاحب نے ایک تار کے ذریعے پنڈت جواہر لال نہرو صاحب کو توجہ دلائی ہے۔ کہ مشرقی پنجاب کی حکومت نے ہزارہا مسلمانوں کو بے بنیاد الزامات کی بنا پر گرفتار کر رکھا ہے۔ آپ نے درخواست کی ہے۔ کہ اب کیونکہ ان کے مقدمات عدالتوں میں آنے والے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ان کو صفائی پیش کرنے کا حق دیا جائے۔ اور ان کی طرف سے مسلمان گواہوں اور وکلاء کے پیش ہونے کیلئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شدید قسم کی سزائیں بھگتنی پڑینگی۔ اور یہ ایسا ظلم ہوگا۔ کہ دنیا کے پردے پر اس کی مثال نہ ملے گی۔

ایک لاکھ مسلمان انبالے کو خیر باد کہنے پر مجبور ہو گئے

انبالہ ۱۸ر نومبر۔ ایک لاکھ مسلمان پناہ گزینوں کا ایک قافلہ انبالہ سے مغربی پنجاب کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ حفاظتی فوج قافلے کے ہمراہ ہے۔ نیز مزید احتیاط کے لئے سڑک اعظم پر کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ ریاست نابھہ سے بھی پندرہ ہزار مسلمان پیدل قافلے کی شکل میں وہاں سے چل پڑے ہیں۔

مونٹ بیٹن مستعفی ہو رہے ہیں

نئی دہلی ۱۸ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستانی گورنر جنرل لارڈ لوئی مونٹ بیٹن جنوری سے پہلے پہلے مستعفی ہو جائیں گے اور موجودہ قائم مقام گورنر جنرل مسٹر راج گوپال آچاریہ ان کی جگہ مستقل طور پر اس عہدے کا چارج لے لیں گے۔

بین الاقوامی سیاست میں ہندوستان کا درجہ

ہندوستان کو برطانیہ اور امریکہ سے تعلقات استوار رکھنے پڑینگے

(کے۔ ایم۔ منشی کی تقریر)

نئی دہلی ۱۸ر نومبر۔ تھیوسوفیکل سوسائٹی کی افتتاحی تقریب کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر کے ایم منشی نے کہا۔ کہ ہندوستان جمہوری طاقتوں کی صف اول میں آ کھڑا ہوا ہے۔ اور اسے اخلاقیات میں رہنمائی کا شرف بھی حاصل ہے۔ جس سے باقی تمام جمہوری طاقتیں محروم و بے نصیب ہیں۔ سطح بین الاقوامی سیاست میں ہندوستان کو ایک لاثانی پوزیشن حاصل ہو گئی ہے۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ اب ہندوستان بین الاقوامی سیاست میں دخل دینے لگا ہے۔ اگر دیکھا جائے۔ تو بین الاقوامی سیاست کے بہت سے پہلو ہیں لیکن اس کا نقطۂ مرکزی روس اور امریکہ کی باہمی کشمکش ہے۔ جو جمہوریت اور ڈکٹیٹر شپ کے درمیان حصول اقتدار کی خاطر مسلسل کشمکش کے مترادف ہے۔ ہندوستان کے آئندہ بین الاقوامی تعلقات کے اوپر روشنی ڈالتے ہوئے مسٹر منشی نے کہا۔ کہ ہندوستان خواہ کوئی طریق عمل اختیار کرے بہرحال بین الاقوامی سیاست میں نمایاں حیثیت حاصل کرنے کے لئے دو امور کا خیال رکھنا پڑے گا۔ ایک فوجی طاقت اور دوسرے دو مخالف کیمپوں میں سے کسی ایک کیمپ کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا قیام۔ اور ان ہر دو امور کے لئے ہندوستان کے لئے ضروری ہو گا۔ کہ وہ امریکہ اور برطانیہ سے اپنے تعلقات استوار رکھے۔

تقسیم فلسطین کیلئے روس اور امریکہ کی نئی سکیم

اقوام متحدہ کا کمیشن تقسیم کو عملی جامہ پہنائیگا

دفاع فلسطین کے لئے عرب حکمرانوں کا اجتماع

لیک سیکسیس ۱۸ر نومبر۔ اقوام متحدہ کی سب کمیٹی غور و خوض کے بعد بعض ایسی معین تجاویز پر پہنچ گئی ہے۔ جس سے امریکہ اور روس دونوں اتفاق رکھتے ہیں۔ چنانچہ کمیٹی نے جنرل اسمبلی سے سفارش کی ہے۔ کہ پانچ اقوام پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کر دیا جائے۔ جو عرب اور یہودی دو علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کرے۔ اور عبوری عرصہ میں عام نگرانی کرتا رہے۔ ان پانچ اقوام میں جن کا نام تجویز کیا گیا ہے۔ پولینڈ ناروے اور آئس لینڈ شامل ہیں۔

تجاویز میں بتایا گیا ہے۔ کہ برطانیہ اگست ۱۹۴۸ء تک اپنی تمام افواج فلسطین سے نکال لے گا۔ جس کے دو ماہ بعد نو آزاد عرب اور یہودی حکومتیں بالکل آزاد قرار دیدی جائیں گی۔

یروشلم کے بارے میں اپنی سفارشات کو کمیٹی نے ابھی مخفی رکھا ہے۔ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ عرب اور یہودیوں کی عبوری حکومتیں اپنے اپنے علاقے میں کافی تعداد میں مسلح فوج رکھیں گی۔ تا اندرونی جھگڑوں اور سرحدی تنازعات کو دور کر سکیں۔

نیز معلوم ہوا ہے۔ کہ فلسطین کے بارے میں عرب حکمرانوں کا ایک اجتماع ۲۹ر نومبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ عراق کے ریجنٹ عبدالالہٰ اور شرق اردن کے حکمران امیر عبداللہ نے شرکت کا وعدہ کر لیا ہے۔

دو لاکھ اٹھاسی ہزار ٹن غلہ

عنقریب ہندوستان پہنچ رہا ہے

نئی دہلی ۱۸ر نومبر۔ حکومت ہندوستان کی طرف سے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ عنقریب دو لاکھ اٹھاسی ہزار ٹن غلہ بیرونی ممالک سے ہندوستان پہنچنے والا ہے۔ یہ غلہ ۴۸ دخانی جہازوں میں لدا ہوا ہے امید ہے۔ دس دسمبر تک یہ جہاز ہندوستان کی بندرگاہوں میں پہنچ جائیں گے۔

جنوبی افریقہ کے خلاف قرارداد منظور ہو گئی

۲۹ ووٹ حق میں اور ۱۶ مخالف

لیک سیکسیس ۱۸ر نومبر۔ اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی میں ہندوستان کی طرف سے پیش کردہ قرارداد منظور ہو گئی۔ یہ قرارداد اس تجویز پر مشتمل تھی۔ کہ متنازعہ امور کو طے کرنے کے لئے جنوبی افریقہ ہندوستان اور پاکستان کے نمائندوں کی ایک گول میز کانفرنس بلائی جائے۔ ۲۹ ووٹ اس قرارداد کے حق میں پڑے اور سولہ مخالف پانچ ارکان غیر حاضر تھے۔

پاکستان ڈیلیگیشن کے صدر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ جنوبی افریقہ اس بات کا مدعی ہے۔ کہ وہ مسیحی اصولوں پر کاربند ہے۔ لیکن کیا وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے ساتھ جس قسم کا سلوک وہ کر رہا ہے۔ وہ مسیحی اصولوں کے عین مطابق ہے۔

یاد رہے۔ جنرل اسمبلی کی منظوری کے لئے قرارداد کو کم از کم دو تہائی ووٹوں کی اکثریت حاصل ہونی چاہیئے تھی۔ جس کے لئے قرارداد صرف دو ووٹوں سے رہ گئی۔

یونان سے برطانوی افواج کا اخراج

واشنگٹن ۱۸ر نومبر۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ نے امریکہ کو اپنے اس ارادے سے مطلع کیا ہے۔ کہ برطانیہ یونان سے اپنی فوجیں یکم جولائی ۱۹۴۸ء تک واپس بلا لیگا۔ امریکہ چاہتا ہے کہ انگلستان ابھی اپنی افواج کو واپس بلانے کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ کرے۔ بلکہ اس وقت فوجیں ہٹائے جب واقعی ان کی موجودگی کی ضرورت نہ رہے۔ یا اقدام اقتصادی دباؤ کے ماتحت کیا جا رہا ہے۔

افغانستان کی فوج میں سکھوں کی بھرتی؟

کابل ۱۸ر نومبر۔ افغان نیوز ایجنسی نے اس خبر کی تردید کی ہے کہ پنجاب اور صوبہ سرحد کے بعض سکھوں نے سرحد پار کر کے افغانستان کی فوج میں ملازمت اختیار کر لی ہے۔ ایجنسی نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ عام قانون کے مطابق بیرونی ممالک کا کوئی شخص بھی خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔ افغانستان کی فوج میں بھرتی نہیں ہو سکتا۔

سر والٹر مانکٹن کے سفر لاہور کا مقصد

حیدرآباد دکن ۱۸ر نومبر۔ حکومت نظام نے ایک بیان میں اپنے مشیر قانونی کے لاہور جانے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ سر والٹر مانکٹن کا لاہور جانا ریاست کے کسی کام کی بنا پر نہ تھا۔ انگلستان واپس جاتے ہوئے جب وہ کراچی پہنچے۔ تو گورنر جنرل پاکستان کی طرف سے انہیں ایک دعوتی رقعہ ملا۔ جس میں انہیں لاہور آنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اگر یہ اتفاقی امر حائل نہ ہوتا تو وہ سیدھے انگلستان چلے جاتے۔

لیگی ممبران کے خلاف احتجاج

نئی دہلی ۱۸ر نومبر۔ کونسل ہاؤس کے باہر قوم پرور مسلمانوں کے ایک ہجوم نے ہندوستان مجلس دستور ساز کے لیگی اراکین کا کالی جھنڈیوں سے استقبال کیا۔ احتجاجیوں نے ان سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ مجلس دستور ساز کی رکنیت سے مستعفی ہو کر پاکستان کا راستہ لیں۔ نیز انہوں نے قائد اعظم جناح کی قیادت کے خلاف بھی نعرے بلند کئے۔

ہندوستانی حکومت کے قول و فعل میں کوئی تطابق نہیں یہ کہتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے

ہر مسلمان اپنے شہری بھائی کی حفاظت کرنی اپنا فرض سمجھتا ہے

حیدر آباد ۱۸ نومبر - مسٹر صوفی - صدر جمعیت اتحاد المسلمین نے ایک بیان میں ہندوؤں کو یقین دلایا ہے - کہ ان کی جان مال اور عزت کی پوری پوری حفاظت کی جائیگی - چاہیئے کہ ہندو غلط افواہوں پر اعتبار نہ کریں - مسلمانوں پر اعتماد کریں - اور امن کی زندگی بسر کریں - آپ نے کہا کہ ہم بدامنی نہیں چاہتے - ہم جو کہتے ہیں عمل سے اس کو ثابت کر کے دکھاتے ہیں - ہم اپنے ہی بھائی کا قتل کرنا نہایت قبیح فعل سمجھتے ہیں - مسلمان بلا تمیز مذہب و ملت اپنے ہر شہری بھائی کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں - آپ نے کہا کہ ہندو ملک کی فضا کو مکدر نہ کریں - ہم ہندوؤں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں - اور ان کے ساتھ باعزت سمجھوتہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں -

مسلمانوں کو متحدہ طاقت سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے (خان عبد القیوم خان)

پشاور ۱۸ نومبر - خان عبد القیوم خان وزیر اعظم صوبہ سرحد نے آج براڈکاسٹ میں فرمایا - کہ ہندوستانی گورنمنٹ کے قول و فعل میں کوئی تطابق نہیں - یہ کہتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے - آپ نے فرمایا کہ باوجود کشمیر کے اشتعال انگیز حالات کے صوبہ سرحد میں اس وقت بالکل امن ہے - مجھے افسوس ہے کہ ہندوستانی گورنمنٹ کے ایجنٹ ہندوؤں کو صوبہ سرحد سے نکل جانے کی ترغیب دے رہے ہیں - اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستانی گورنمنٹ پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑنے سے پہلے ہندوؤں کو یہاں سے نکال لینا چاہتی ہے

خان عبد القیوم نے سردار پٹیل کی جونا گڑھ والی تقریر پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا - اس میں مسلمانوں کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کیا گیا ہے - جونا گڑھ میں ہندوستانی فوجوں کا داخلہ ایک مضحکہ خیز ہے کہا جاتا ہے کہ فوجیں لوگوں کے بلانے سے بھیجی گئی تھیں - مگر کیا کشمیر میں ہندوستانی فوجوں کا داخلہ مسلمانوں کے بلانے سے ہوا - کیا سردار پٹیل بتا سکتے ہیں کہ جونا گڑھ اور کشمیر میں دو رنگی پالیسی پر عمل کیوں ہو رہا ہے؟

وزیر اعظم نے فرمایا کہ صوبہ سرحد کی پوری ہمدردی کشمیر کے مسلمانوں اور کشمیر کی آزاد حکومت کے ساتھ ہے تمام مسلمان مہاراجہ کشمیر اور ہندوستان کی ظالم فوجوں کے مقابلہ میں کشمیر کی آزاد فوج کو فاتح دیکھنے کے آرزومند ہیں مسلمانوں کو دشمن کے منصوبوں سے خبردار رہنا چاہیئے - اور دشمن جس جہت سے سر اٹھائے اسے کچل کر رکھ دینا چاہیئے -

آپ نے چغلخوروں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا - کہ وہ اپنے اطوار بدل لیں - ورنہ وہ خود ان کو درست کرنے پر مجبور ہوں گے -

گوردوارہ سکھوں کے حوالے کر دیا گیا

کراچی ۱۷ نومبر - کراچی پولیس نے لارنس روڈ پر ایک گوردوارہ سے مسلمان پناہ گزینوں کو نکال کر سکھوں کے سپرد کر دیا - یہ گوردوارہ تین ماہ ہوئے سکھوں نے چھوڑ دیا ہوا تھا

یہ بات قابل نوٹ ہے - کہ مشرقی پنجاب اور دہلی میں اس وقت سینکڑوں مسجدیں گوردواروں اور مندروں میں تبدیل کر دی گئی ہیں - یا ان کو رہائشی گھروں کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا ہوا ہے -

ہوائی جہازوں کے ذریعہ راشن

سری نگر ۱۸ نومبر - محکمہ دفاع کی اطلاع ہے کہ کشمیر میں ہندوستانی فوجیں پٹرول کر رہی ہیں - پونچھ - کوٹلی اور میرپور کے علاقہ کی ریاستی فوجوں کو جو حملہ آوروں کے گھیرے میں آ گئی ہیں - ہندوستانی ہوائی جہاز راشن وغیرہ پہنچا رہے ہیں -

بٹالہ میں قحط!

لاہور ۱۸ نومبر - اطلاع ہے - کہ بٹالہ میں پانچ روپیہ سیر کے حساب سے گندم فروخت ہو رہی ہے - لوگ عموماً بھنے ہوئے چنے کھا کر گذارہ کر رہے ہیں - چنے بھوننے کی بیشمار بھٹیاں کھل گئیں

بجلی کی سپلائی جاری رکھنے کے بارہ میں گفت و شنید

معلوم ہوا ہے - کہ جالندھر میں مغربی پنجاب اور مشرقی پنجاب کی حکومتوں کے نمائندگان کے درمیان جوگندرنگر سے آنے والی بجلی کے مغربی پنجاب میں جاری رہنے کے سلسلہ میں خوش اسلوبی سے گفت و شنید ہو رہی ہے

واہگہ کیمپ بند کر دیا گیا ہے

لاہور ۱۸ نومبر - معلوم ہوا ہے کہ چونکہ مشرقی پنجاب سے اس راستہ اب کوئی کنوائے آنے کی امید نہیں اس لئے واہگہ کیمپ ۱۷ نومبر سے بند کر دیا گیا ہے

امرتسر میں ہیضہ سے موتیں!

امرتسر ۱۸ نومبر - امرتسر میں ابھی تک ہیضہ سے موتیں ہو رہی ہیں - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے آئس کریم کا استعمال ہونے کی درآمد کو حکماً بند کر دیا ہے -

مسلمانوں کا جانا خود ہندوؤں کے لئے نقصان دہ ہے

نئی دہلی ۱۸ نومبر - گاندھی جی نے تقریر کرتے ہوئے اقلیتوں کے متعلق کانگرس کی تازہ قرارداد کا ذکر کیا - اور ہندوؤں کو مشورہ دیا - کہ وہ مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کریں - تاکہ ان میں اتحاد پیدا ہو - اور وہ اپنے گھروں میں اطمینان سے رہ سکیں -

آپ نے کہا ہندوؤں کو اتنا اچھا سلوک کرنا چاہیئے - کہ جو لمبے لمبے قافلے آج عازم پاکستان ہو رہے ہیں وہ سب اپنے اپنے مقامات پر واپس آنے پر آمادہ ہو جائیں -

گاندھی جی نے اس سلسلے میں کہا - مسلمانوں کے چلے جانے سے ہندوؤں کو سخت نقصان پہنچے گا کیونکہ کاریگروں کا طبقہ زیادہ تر مسلمانوں سے تعلق رکھتا ہے - اور اس طبقہ کے بغیر ہندوؤں کی ضرورت پوری نہیں ہوگی

بیرونی حملہ آور کا منہ توڑ جواب دیں (مسٹر ظفر الاحسن)

لاہور ۱۸ نومبر - ایک سرحدی گاؤں موضع بڈھانہ میں جو کہ لاہور سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے - مسٹر ظفر الاحسن ڈپٹی کمشنر لاہور نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا - کہ سرحد پر رہنے والے لوگوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے - آپ نے ان کو پر امن طریق سے رہنے کی تلقین کی - اور فرمایا - کہ خود امن سے رہیں - لیکن اگر کوئی شخص باہر سے آکر آپ پر حملہ کرے - تو اس کا منہ توڑ جواب دیں - آخر فتح ہماری ہی ہے - کیونکہ ہم حق اور راستی پر ہیں

ہٹلر اور نپولین کا انجام یاد کریں!

نیویارک ۱۸ نومبر - روس کے نائب وزیر خارجہ مسٹر اے - اینڈری وشنسکی نے اپنی تقریر میں مسٹر چرچل سابق وزیر خارجہ مسٹر جیمز برنیز امریکہ کے سابق سیکرٹری آف سٹیٹ اور جنرل ڈیگال کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا - کہ وہ روس کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں - انہیں چاہیئے - کہ تاریخ کے صفحوں سے سبق حاصل کریں -

مسٹر وشنسکی نے کہا - کہ یہ لیڈر ان لوگوں کی طرح گمان کرتے ہیں - کہ روس کو انگلیوں کے اشاروں سے ختم کیا جا سکتا ہے ان کو نپولین کا عبرتناک انجام یاد رکھنا چاہیئے - جس نے روس پر چڑھائی کی تھی -